محمد اسحٰق بھٹی

فتاویٰ حمادیہ

گجرات (کاٹھیاواڑ) کا ایک فقہی مخطوطہ

— ۳ —

قاضی محمد اکرم گجراتی

قاضی حماد کے والد کا نام قاضی محمد اکرم تھا، مولانا عبدالحئی رحمتی نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔
قاضی محمد اکرم حنفی گجراتی عالم و فاضل شخص تھے اور ان علما میں سے تھے جن کو فقہ و اصول میں خاص درک حاصل تھا۔ یہ شہر نہروالہ میں قاضی القضاۃ تھے۔ مفتی رکن الدین ناگوری نے اپنی تصنیف فتاویٰ حمادیہ کے دیباچہ میں ان کی بہت تعریف کی ہے اور امام، عالم، نعمان ثانی اور ناقد المعقول والمنقول وغیرہ بہترین القاب کے ساتھ ان کا تذکرہ کیا ہے[1]

مشمولات مضامین

فتاویٰ حمادیہ، اسی قسم کے مضامین مندرجات کو محیط ہے، جو فقہ کی عام کتابوں کی زینت ہیں اس فتاویٰ میں (جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا) دو سو سے زائد کتابوں سے مسائل فقہی بیان کیے گئے ہیں۔ اور بعض مقامات پر بڑی تفصیل دی گئی ہے، لیکن بعض مسائل و احکام میں بہت اختصار سے کام لیا گیا ہے اور اس زمانے کے حالات کے مطابق مسئلہ زیر بحث کی وضاحت کی گئی ہے۔

کتاب الحج

مثلاً کتاب الحج صرف ایک صفحے تک محدود ہے اور اس موضوع سے متعلق وقت کے تقاضے کی روشنی میں گفتگو کی گئی ہے۔ کتاب الحج کے آغاز میں بتایا گیا ہے کہ حج فرض ہے اور اللہ کے نزدیک حاجی کے لیے اجر و ثواب کا دامن بڑا وسیع ہے لیکن اگر راستہ مخدوش ہو اور خطرات میں گھر جانے کا اندیشہ ہو تو حج کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے اس سلسلے میں اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

وسئل الکرخی رح عمن وجب علیہ الحج الا انہ لایخرج لما ان القوامطۃ تدخل علی الخارج بالبادیۃ۔ فقال ماسلمت البادیۃ علی احد یفی لیس بعذر۔ لان البادیۃ

لا یخلوا المن الآفات وقلة الماء وشدة الحر وهیجان ریح السموم وبه افتی بعض فقهائنا۔ وقال ابوالقاسم الصغار[۲] لا شك فی سقوط الحج عن النساء فی هذا الزمان وانما الشك فی السقوط عن الرجال۔ وعنه لا ادری بالحج فرضاً منذ عشرین سنة، منذ خرج القرامطة قال والبادیة عندی دار من دار الحرب[۵]

ترجمہ: کرخی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اس دور میں جبکہ راستوں اور جنگلوں میں راہزنوں اور ڈاکوؤں کا زور ہے، اور سفر میں مشکلات پیدا ہو گئی ہیں، حج کی ادائیگی کن لوگوں پر فرض ہے۔؟

فرمایا: حج اس وقت فرض ہے، جب کہ جنگل میں ہر شخص کو سفر کی سہولتیں حاصل ہوں، یعنی کسی کے لیے کوئی عذر نہ ہو۔ اب صورت حال یہ ہے کہ جنگل اور راستے آفات سے محفوظ نہیں رہے، پانی کی قلت پیدا ہو گئی ہے، گرمی میں شدت کے آثار ابھر آئے ہیں اور گرم ہواؤں نے زور باندھ رکھا ہے (ایسے دور میں) ہمارے فقہا کا فتویٰ یہی ہے۔ ابوالقاسم صغار کا کہنا ہے کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس زمانے میں عورتوں پر سے تو حج کی فرضیت ساقط ہو گئی ہے، البتہ مردوں کے بارے میں شبہ ہے کہ ان پر حج کی فرضیت باقی رہی ہے یا نہیں۔ وہی (ابوالقاسم صغار) فرماتے ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ گزشتہ بیس سال سے جب سے کہ رہزنوں نے سر نکالا ہے، حج فرض بھی رہا ہے۔ وہ مزید فرماتے ہیں، میرے نزدیک جنگل کی حیثیت دارالحرب کی سی ہو گئی ہے۔

اس سے آگے دو تین سطروں میں مختلف فقہا کے حوالے سے مصنف نے بتایا ہے کہ خروج اور لوٹ مار کے اس دور میں خراسان اور بغداد وغیرہ علاقوں کے باشندوں پر (جو فتنہ و فساد سے متاثر ہیں) حج کی فرضیت ساقط ہو گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف روشن خیال ہیں اور حالات کی نبض کو پہچاننے کے حق میں ہیں اور اس حقیقت کے قائل ہیں کہ حالات و ظروف کے حدود اس درجہ وسعت پذیر ہیں کہ فرائض و واجبات بھی اس کے دائرہ اثر سے باہر نہیں۔

کیا بنی ہاشم کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟

اہل علم کے نزدیک یہ متنازعہ فیہ مسئلہ ہے کہ بنی ہاشم کو زکوٰۃ اور صدقہ کا مال دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

فتاویٰ حمادیہ کے مصنف نے کتاب الزکوٰۃ میں اس مسئلہ کو بھی موضوع بحث ٹھہرایا ہے انھوں نے مختلف کتابوں کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ بنی ہاشم کو صدقہ بھی دیا جا سکتا ہے اور زکوٰۃ بھی! چنانچہ فتاویٰ خوارزمی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

عن ابی حنیفۃ رح لا بأس بالصدقات کلھا علی بنی ھاشم والحرمۃ علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ؎۳

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ہر قسم کے صدقات بنی ہاشم کو دیے جائیں۔ حرمت کا تعلق صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک تک محدود تھا۔

اس سے آگے فرماتے ہیں۔

روی ابو عصمۃ عن ابی حنیفۃ انہ یجوز دفع الزکوٰۃ الی بنی ھاشم وانما کان لا یجوز فی ذالک الوقت ؎۴

ترجمہ: ابوعصمہ امام ابوحنیفہ رح سے روایت کرتے ہیں کہ بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا جائز ہے، اس کا عدم جواز صرف اس زمانے تک محدود تھا (جب آنحضرت بنفس نفیس اس دنیا میں تشریف فرما تھے)

کنز مینی کے حوالے سے مزید فرماتے ہیں

وقیل فی زماننا یجوز دفع الزکوٰۃ الیھم ؎۵

یعنی ہمارے زمانے میں ان (بنی ہاشم) کو زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے۔

بیت المال اور اغنیا

اسی سلسلے میں بیت المال کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ فتاوی غیاثیہ کے حوالے سے مصنف لکھتے ہیں کہ بیت المال کے سرمایہ میں اغنیا کا کوئی حق نہیں ہے۔ انھیں یہ مال نہ دیا جائے۔ الفاظ یہ ہیں :-

لیس للاغنیاء فی بیت المال نصیب ؎۶

یعنی بیت المال میں اغنیا کا کوئی حصہ نہیں۔

ایک فقہی نکتہ

کتاب الحدود السرقہ میں "قذف" پر بحث کرتے ہوئے مصنف نے ایک عجیب فقہی نکتہ پیدا کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایک شخص کسی کو "حرام زادہ" یا "ولد الحرام" یا "زانی" کہہ دیتا ہے اور درحقیقت وہ ایسا نہیں ہے، تو کیا اس قسم کے لفظ کہنے والے پر حدِ قذف عائد ہوگی اور اسے قابلِ تعزیر گردانا جائے گا؟ اس سلسلے میں بعض فقہا کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس پر حدِ قذف لگے گی اور بعض کہتے ہیں نہیں لگے گی۔ ان الفاظ کا قائل حدِ قذف سے محفوظ رہے گا۔ مختلف کتابوں سے دونوں نقطہ نظر کے حاملین کے اقوال درج کرنے کے بعد مصنف

شرح طحاوی کے الفاظ نقل کرتے ہیں

حد القذف انما یجب علی القاذف اذا کان القذف صریحاً لا کنایۃ کما اذا قال یا زانی او یقول زنیت او یقول انت زان ؎[8]

یعنی قاذف (تہمت تراش) پر حد قذف اس صورت میں واجب ہوگی جب الفاظ قذف صریح اور واضح ہوں۔ اشارہ کنایہ کے انداز کے الفاظ سے مثلاً "اے زانی" کہنے سے یا تم مرتکب زنا ہوتے کہنے سے حد قذف واجب نہ ہوگی۔

مصنف کنایہ چاہتے ہیں کہ اس نوع کے الفاظ زیادہ اہمیت نہیں رکھتے اور عام طور پر کوئی وقتی جذبہ یا فوری غصہ ان الفاظ کے استعمال کا محرک ہوتا ہے، حقیقت اور سنجیدگی سے انہیں کوئی خاص تعلق نہیں ہوتا۔ لہذا یہ الفاظ حد قذف کا موجب نہیں بن سکتے۔ اسی ضمن میں مصنف لکھتے ہیں۔

ولا یقام حد القذف الا بطلب المقذوف ؎ کہ قاضی قاذف پر حد قذف، مقذوف (جس پر تہمت لگائی گئی ہو) کو عدالت میں طلب کیے بغیر نہیں لگا سکتا۔ مطلب یہ کہ سزا کے لیے استغاثہ ضروری ہے۔

نقب زن کے بارے میں

کتاب الحدود والسرقۃ میں مصنف نے نقب زن کے بارے میں بھی مختصر الفاظ میں اظہار خیال کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

فاذا نقب البیت فناوله آخر واخذ المتاع من یده من غیر ان یدخل الدار فانه لا یقطع اتفاقاً ؎[9]

یعنی چور اگر مکان کو نقب لگائے اور پکڑا جائے اور اس کے ہاتھ سے مال مسروقہ بھی برآمد ہو جائے لیکن یہ مال مکان سے باہر برآمد ہو تو اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس صورت میں اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

یہاں مصنف رحمۃ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ چور کو نقب زنی کے بعد اگر مکان کے اندر ہی پکڑ لیا جائے اور اس سے مال مسروقہ برآمد ہو جائے تو چوری بلا شبہ ثابت ہوگئی اور اگر مکان سے باہر پکڑا جائے تو شبہ پیدا ہو جاتا ہے کہ جو مال اس سے برآمد ہوا ہے وہ اس نے کہاں سے لیا؟ فی الواقع چوری شدہ ہے یا کسی دوسری قسم سے تعلق رکھتا ہے؟ اس صورت میں ملزم کو یقیناً شبہ کا فائدہ پہنچنا چاہیے۔

بیت المال کی چوری

اسی ضمن میں اس سوال کا جواب بھی دیا گیا ہے کہ بیت المال، مال غنیمت اور خمس کی چوری کرنے والے کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا جائے۔ کیا اس پر قطع ید کا حکم نافذ ہوگا؟ لکھا ہے۔

من سرق من بیت المال والغنیمۃ اوالخمس لم یقطع [له] یعنی بیت المال، مال غنیمت اور خمس کا مال چوری کرنے والے کے لیے قطع ید نہیں۔

اس کے ساتھ ہی مرقوم ہے ویقطع بالاقرار مرۃ عن ابی یوسف۔ کہ امام ابو یوسف کے نزدیک اگر وہ ایک مرتبہ چوری کا اقرار کرلے تو قطع ید واجب ہوجائے گا۔ اسی بحث میں لکھا ہے کہ اگر اقرار کے بعد انکار کردے تو قطع ید نہیں ہوگا۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں، اگر وہ کہے کہ "میں نے مال لیا، پھر کہے کہ مال چوری ہوگیا" تو الفاظ کے اس اختلاف کی وجہ سے اس پر قطع ید کا نفاذ نہیں ہوگا۔[۱۱]
اس کی وجہ یہ ہے کہ اختلاف بیان کی بنا پر معاملہ مشتبہ ہوگیا۔ ملزم کو اس سے فائدہ پہنچے گا۔

سزائے قتل

اس بحث میں سزائے قتل کے سلسلے میں بھی گفتگو کی گئی ہے مصنف لکھتے ہیں کہ اگر قافلہ جا رہا ہو اور اس پر رہزن حملہ کردیں اور قافلہ والے مقابلے میں ان میں سے کسی کو قتل کردیں تو ان کو سزائے قتل نہیں دی جائے گی کیونکہ انھوں نے اپنی حفاظت کے لیے جس کا انھیں پورا حق ہے، رہزنوں کو قتل کیا ہے۔
ساتھ ہی فرماتے ہیں۔

ولوکان فی قطاع الطریق صبی او مجنون سقط الحد عن الباقین [۱۲]

یعنی اگر رہزنوں اور ڈاکوؤں میں بچے اور ناقص العقل لوگ شامل ہوں تو (ان کی وجہ سے) باقی لوگوں سے سزائے قتل ساقط ہوجائے گی۔

مصنف کی اس عبارت کا مفاد یہ ہے کہ فرض کرو ڈاکوؤں نے قافلہ پر ہلہ بول دیا ہو اور بعض افراد کو قتل بھی کردیا ہو تو اگر ان کے ساتھ بچے اور مجنون شامل ہیں تو ان پر قتل کی سزا کا حکم نافذ نہیں ہوگا کیونکہ بات مشتبہ ہوگئی ہے کہ اصل قاتل کون ہے؟ ہوسکتا ہے، کسی بچے یا مجنون ہی کے ہاتھ سے قتل کا ارتکاب ہوگیا ہو اور ان کو سزا دینا جائز نہیں، لہٰذا معاملہ شبہ میں پڑ گیا اور ملزم اس سے فائدہ اٹھا گیا۔

چور کے قاتل سے قصاص نہیں لیا جائے گا

کتاب الحدود السرقہ میں، اس موضوع سے متعلق خاصی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ چور کو عین چوری کرتے وقت یا نقب لگاتے ہوئے قتل کر دیا جائے تو قتل کرنے والے سے قصاص نہیں لیا جائے گا۔ اس سلسلے میں مصنف کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

روی ابو یوسف عن ابی حنیفة رض اذا نقب علیك اللص فادركته وهو ینقب فاقتله ولا تحذره [۱۳]

ترجمہ: امام ابو یوسفؒ، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر تم چور کو مکان میں نقب لگاتے ہوئے دیکھو تو اسے قتل کر دو، نہ اس سے ڈرنے کی ضرورت ہے اور نہ اس کی حفاظت کی، نہ ممکن ہے قتل کی نیت سے آیا ہو۔

مصنف مزید لکھتے ہیں وان دخل سارق فخفت ان یکون معه شیئ فیرمیك او یضربك فارمه ولا تحذره [۱۴]

ترجمہ: اگر چور تمہارے گھر میں داخل ہو جائے اور تم خطرہ محسوس کرو کہ اس کے پاس اسلحہ وغیرہ ہوگا، اور وہ تمہیں مار دے گا تو ایسی صورت میں تم بلا خوف و خطر اس پر پتھر مارنا شروع کر دو۔

اس سے پہلے بتایا گیا ہے

اللص اذا دخل دار رجل یرید اخذ متاع او اخذ المتاع واخرج فله ان یقتله مادام المتاع معه لقوله صلی الله علیه وسلم قاتل دون مالك [۱۵]

ترجمہ: اگر چور کسی کے مکان میں گھس جائے اور وہ مال اٹھانے کا ارادہ کر رہا ہو یا اٹھا چکا ہو اور مکان سے باہر لے گیا ہو تو جب تک مال اس کے قبضے میں ہے، مالک اسے قتل کر سکتا ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "اپنے مال کی حفاظت کے لیے جنگ کرو"

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص چوری یا ڈاکہ زنی کی غرض سے کسی کے مکان میں گھس جائے تو اُسے قتل کیا جا سکتا ہے اور ایسے موقع پر اپنی جان اور مال و متاع کا تحفظ بہر حال ضروری ہے اور اگر اس معاملہ میں نوبت قتل و قتال تک بھی پہنچ جائے تو کوئی حرج نہیں۔

کمزور و ناتواں کو کس طرح سزا دی جائے

شریعت اسلامیہ میں بعض جرائم کی سزا بڑی سخت ہے جیسا جرم ہوگا اسی کے مطابق سزا دی جائے گی لیکن احادیث میں ایسے واقعات بھی ہیں کہ سزا مجرم کی جسمانی کیفیت کے مطابق دی گئی۔ فتاویٰ حمادیہ کے فاضل مصنفؒ نے بھی اس رعایت کو ملحوظ رکھا ہے۔ فرماتے ہیں :۔

رجل وجب علیه الحد و هو ضعیف الخلقة فخیف علیه الهلاك اذا ضرب یجلد مقدار ما یحتمل [16]

یعنی ایک شخص پر حد واجب ہو گئی ہے اور وہ جسمانی لحاظ سے اس درجہ کمزور ہے کہ خطرہ ہے کہ کوڑے لگائے گئے تو نتیجہ ہلاکت کی صورت میں نکلے گا۔ ایسے شخص کو اسی مقدار میں کوڑے لگائے جائیں گے جس کا وہ متحمل ہو

وہ لوگ جن سے قتل کا قصاص نہیں لیا جائے گا

مصنف نے حد و تعزیر کے دائرے کا ذکر کرتے ہوئے کچھ ایسے لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جو قصاص میں قتل سے محفوظ رہیں گے۔ اور وہ یہ ہیں۔

۱: وجد قتیل فی دار وقال صاحب الدار قتلته انا ، لانه اراد اخذ مالی وعلی المقتول سیماء السراق هو منهم عن ابی حنیفة رضی الله عنه انه لاشیئ علی صاحب الدار ۔ وفی موضع اخر علیه الدیته دون القصاص [17]

ترجمہ :۔ ایک مکان میں ایک مقتول پایا گیا۔ مالک مکان کہتا ہے کہ اس کو میں نے قتل کیا ہے کیونکہ یہ میرا مال و متاع لوٹنا چاہتا تھا۔ اور پھر مقتول میں ایسے آثار بھی پائے جاتے ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ یہ چوروں کے گروہ سے تعلق رکھتا ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایسی صورت میں مالک مکان کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔ دوسری جگہ ہے کہ اس کو دیت دینا پڑے گی۔ قصاص نہیں۔!

۲: وکذا لو وجد رجل رجلا ینقب منزله یرمیه بحجر فیقتله [18]

ترجمہ: یہی حیثیت اس شخص کی ہے جو ایک شخص کو اپنے مکان میں نقب لگاتے ہوئے پاتا ہے اور (اپنے مال کے تحفظ کی غرض سے) اس کو پتھر مارتا ہے جس کے نتیجے میں اس کی موت واقع ہو جاتی ہے۔

۳: وکذا اذا وجد مع القرابة او مع الجاریة رجلا یرید ان یزنی بها وهی مکرهة ، وان راٰه مع امرأته او مع محرمة له وهی مطاوعة

علیٰ ذالک، قتل الرجل والمرأۃ جمیعاً [19]

ترجمہ: یہی حکم اس شخص کے متعلق ہے جو اپنی قریبی عورت یا اپنی کنیز کے ساتھ کسی کو زنا کا ارادہ کرتے ہوئے پاتا ہے اور وہ عورت اس فعلِ بد سے ناخوش ہے یا وہ اپنی بیوی یا کسی محرم عورت کے ساتھ زنا کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھتا ہے اور وہ عورت بھی اس فعل پر رضامند ہے وہ شخص اس مرد اور عورت دونوں کو قتل کرے :۔ (یعنی تقاضائے غیرت اس کے تحفظ کی صورت پیدا کرتا ہے)

۴:۔ رجل اراد ان یکرہ غلاماً او امرأۃ علی الفاحشۃ فعلیھما ان یقتلا... ولا یجب بقتلہ شیئ، ولکن ھذا اذا لم یستطع الدفع الا بالقتل [20]

ترجمہ:۔ (اس شخص کے بارے میں بھی یہی حکم ہے) جو کسی لڑکے یا عورت کو بے حیائی پر مجبور کرتا ہے ان دونوں کو چاہیئے کہ اس کو جان سے مار ڈالیں۔۔ ایسی صورت میں ان کے قتل کا کچھ نہیں بنے گا۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب معاملہ اس قدر آگے بڑھ جائے کہ قتل کے سوا اس سے حفاظت و دفاع کی کوئی صورت باقی نہ رہی ہو۔

۵:۔ دخل بیتہ فرأی فاجراً مع امرأتہ فیقتلہ لا یجب القصاص وحل لہ قتلہ [21]

(ایک شخص) اپنے مکان میں داخل ہوا اور دیکھا کہ ایک فاجر اس کی بیوی سے بدفعلی کر رہا ہے (اس نے شدتِ جذبات سے متاثر ہو کر اور عواطف حمیت و غیرت سے مغلوب ہو کر) اس کو قتل کر دیا، اس پر قصاص نہیں ہوگا لہٰذا اس کے لیے اس کا قتل حلال قرار پائے گا۔ (باقی آئندہ)

حواشی: [1] زبدۃ الخواطر ج ۳۔ ص، ۱۵ [2] ص ۲۵ [3] ص ۱۷ [4] ایضاً [5] ایضاً [6] ص ۱۸ [7] ص ۱۰۰ [8] ایضاً [9] ایضاً [10] ایضاً [11] ص ۹۵ [12] ص ۹۸ [13] ص ۱۰۴ [14] ایضاً [15] ص ۱۰۳ [16] ص ۱۰۴ [17] ایضاً [18] ایضاً [19] ایضاً [20] ایضاً [21] ایضاً